تفسیرِ قرآن میں ام المؤمنین سیدۃ عائشہ کا مقام

The status of "Ummul Muminin Sayyeda Aesha, in the Explanation of Holy Quran:

عبد المتین*

Abstract:

Quran is the absolute and error free source of knowledge for all mankind. The words and meanings of the Quran both have been revealed by Allah and will remain unchanged for ever. The holy Quran was explained by the Holy prophet and by sahaba as well. Later on different scholars of Islam have made notable contribution in this regard. Many companions of the Holy prophet are famous in the explanation of the Holy Quran. Although Syyeda Aeshah is famous in the field of Hadith but she is one of most prominent Mufassrah of the Quran too. She has deep and correct knowledge of the Holy Quran. In this Article the status of Sayyedah Aesha in the field of tafseer has been discussed. Hopefully the readers will get useful information from this Article.

قرآن اور سنت کی روشنی میں انبیاء کے بعد صحابہ کرام کا مقام ہے۔سارے انبیاء اللہ کے مقربین ہیں لیکن ان کے درمیان مراتب میں تفاوت موجود ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے" تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ،،(سورۃالبقرۃ۲: ۲۵۳)'' یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت عطا کی ہے،، اسی طرح تمام صحابہ کرام قابل احترام ہیں لیکن مراتب کے لحاظ سے ان کے درمیان تفاوت ہے ان میں بعض سابقین الاولین ہیں جب کہ دوسروں کو یہ اعزاز حاصل نہیں ہے۔ ان میں سے بعض کو غزوہ بدر میں شمولیت کا موقع ملا ہے جب کہ سب کو یہ موقع حاصل نہیں ہوا۔ بعض صحابہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنے کا اعزاز حاصل ہے اور دوسروں کو یہ مقام حاصل نہیں ہے اسی طرح ان میں سے بعض نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا اور دوسرے فتح مکہ کے بعد مشرف باسلام ہو ئے تھے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُوْلَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً

---

* پی ایچ ڈی سکالر، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان۔

مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ (سورۃ الحدید ۵۷: ۱۰) تم میں وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے انفاق کیا ہے اور قتال کیا ہے وہ دوسرں کے برابر نہیں ہیں بلکہ ان کا درجہ ان سے بڑا ہے جنہوں نے بعد میں انفاق اور قتال کیا ہے اور اللہ تعالی نے ان سب کے ساتھ بھلائی کا وعدہ کیا ہے،،

اسی طرح صحابہ کرام میں امہات المؤمنین کا امتیازی مقام ہے جن کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے''يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ" (سورۃ الاحزاب ۳۳: ۲) ''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تمھارا مقام عام عورتوں کی طرح نہیں ہے،، اور ایک جگہ ارشاد ہے؛''النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ" (سورۃ الاحزاب ۳۳: ۶)،، نبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کے لئے ان کی جا نوں سے بھی زیادہ اولی (معزز) ہے اور آپ کی ازواج مؤمنوں کی مائیں ہیں،، لیکن ازواج مطہرات میں سیدۃ عائشہ الصدیقۃ کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔آپ کی ولادت شوال بمطابق جولائی ۶۱۴ء مکہ مکرمہ میں ہوئی ،ان کے والد خلیفہء اول ابو بکر الصدیق ہیں جب کہ آپ کی والدہ کا نام ام رومان ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا نکاح نبوت کے دسویں سال ہوا تھا۔ سیدۃ عائشہ نے مسلمان ماں باپ کے گود میں آنکھیں کھولیں اور رسول اللہ کی محبوب ترین رفیقہء حیات تھیں[۱] سیدۃ عائشہ نہایت ذہین، فطین، عقل مند اور بارک بین تھیں آپ کو دینی مسائل کے اجتہاد واستنباط میں ایک منفرد مقام حاصل تھا۔احادیث کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت عائشہ کو حدیث میں بہت مہارت حاصل تھی۔عام طور آپ کو حدیث میں مہارت کے طور پر مانا جاتا ہے لیکن تفسیرِ قرآن کو مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات منکشف ہو جاتی ہے کہ آپ ایک بہترین مفسرہء قرآن بھی ہیں۔اسی لئے رسول اللہ نے ارشاد فرمایا "فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الاطعمة،[۲] " عائشہ کو دیگر تمام عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ ثرید کو دیگر تمام کھانوں پر فوقیت حاصل ہے.

اس مقالہ میں یہ کوشش کی گئ ہے کہ سیدہ عائشہ کو قرآن مجید کی تفسیر میں جو مقام حاصل ہے وہ واضح ہو جائے اور وہ نکات اور اجتہادات منکشف ہو جائیں جو سیدۃ عائشہ سے قرآن کی تفسیر میں منقول ہیں۔ بعض قرآنی آیات کی تفسیر میں آپ کو تفرد بھی حاصل ہے۔

سیدۃ عائشہ کی تفسیری نکات :

خشیتِ الٰہی : سورۃ مؤمنون کی ایک آیت میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے(وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ) (سورۃ المؤمنون ۲۳: ۶۰) آپ نے اس کی تشریح میں فرمایا ہے''هُمُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ اللّٰهَ وَيُطِيْعُوْنَه"[۳]

"یہ وہ (ایماندار) لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں،،۔ یہاں انہوں نے'' وَجِلَۃٌ،، کا معنی صرف خشیت نہیں بیان کیا بلکہ اس کے ساتھ اطاعت کو بھی مشروط کیا ہے، کیوں کہ وہ خشیت جس میں اطاعت نہ ہو یہ تو شیطن کو بھی حاصل ہے جس کا ذکر سورۃ الانفال کی آیت ۴۸ میں آیا ہے۔ یہاں حضرت عائشہ نے باریک نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ نجات کے لئے صرف خشیت کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی ضروری ہے۔قرآن میں ''وجلۃ،، کا لفظ صرف خوف کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب فرشتے آئے اور انہوں نے آپ سے کہا"لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ" (الحجر: ۵۳) ''آپ خوف زدہ نہ ہو بے شک ہم آپ کو ایک علیم بیٹے کی خوشخبری دینے والے ہیں،، لیکن سورۃ المؤمنون میں سیدۃ عائشہ نے اس لفظ کا جو مفہوم بیان کیا ہے وہ جامع ہے جس میں عموم ہے اور قرآن کے عمومی تعلیمات کے عین مطابق ہے کیوں کہ صرف خوف نجات کا ذریعہ نہیں بلکہ وہ خوف مفید اور نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے جس میں طیبِ خاطر اور حقیقی محبت کے ساتھ اللہ کی اطاعت بھی ہو۔

پردہ کے متعلق آپ کی رائے:

سورۃ نور کی آیت" إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا،، (سورۃ النور:۳۱) کی تفسیر میں آپ نے ارشاد فرمایا''مَا ظَهَرَ مِنْهَا: الوجہ والکفین،، کہ عورت کے لئے چہرہ اور دونوں ہاتھ حجاب کے حکم سے مستثنیٰ ہیں یعنی عورت کے لئے غیر محرم سے ان کا چھپانا لازم نہیں ہے۔[۴] حنفیہ کے نزدیک بھی عورت کے لئے حجاب کا یہی حکم ہے جس کی تفصیل فقہ کی مشہور کتاب ''ہدایہ" کتاب الکراھیۃ میں موجود ہے۔ لیکن علماء نے اس کے ساتھ یہ تصریح بھی کی ہے کہ جہاں فتنہ کا خوف ہو تو وہاں چہرے کا پردہ بھی لازم ہے۔[۵] واقعہء افک میں سیدہ عائشہ کے اپنے عمل سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر محرم سے چہرے کو چھپانا شریعت کا حکم ہے۔ کیونکہ ایک سفر سے واپسی پر جب حضرت عائشہ قافلہ سے پیچھے رہ گئی تھیں اور بعد میں حضرت صفوان آئے اور انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو حضرت عائشہ نے ان سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔[۶] جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاں فتنے کا ڈر ہو تو عورت کے لئے غیر محرم سے چہرے کو چھپانا چاہئے۔ یہاں تک کہ عورت کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلے کیونکہ اس میں فتنہ ہے اور فتنہ سے بچنا لازم ہے۔

سورۃ الکوثر میں ''الکوثر'' کی تفسیر میں حضرت عائشہ کی تفسیر: "هو نهر أعطي نبيكم صلى الله عليه وسلم في الجنة"[۷]

یہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے جو کہ تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے،، لیکن بعض روایات کے مطابق کوثر کا معنی خیرِ کثیر ہے جب کہ بعض روایات کی روشنی میں اس سے ہر خیر مراد ہےاور بعض کے مطابق کوثر محشر کے میدان میں پانی کا ایک خاص حوض ہوگا۔ کوثر کے لفظ میں اگر چہ عموم ہے لیکن اکثر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنت میں ایک خاص نہر کا نام ہےاور میدان محشر میں حوض کوثر کا پانی بھی اسی نہر کا پانی ہے۔

حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیوں کے ناموں کے متعلق استفسار:

سورۃ التحریم میں حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیوں کے نام کا ذکر آیا ہے لیکن ان کے ناموں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا، اس لئے سیدۃ عائشہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لیغضبھما''اس لئے کہ اللہ ان کے نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا،، اس کے بعد سیدۃ عائشہ نے پوچھا کہ ان کے کیا نام ہیں؟ جواب دینے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل امین حاضر ہوئے اور فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام ''والغۃ،، تھااور سیدنا لوط کی بیوی کا نام ''والھۃ،، تھا۔ اس سے سیدۃ عائشہ کاقرآن کی تفسیر کے متعلق شغف کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہےاور اس سے آپ کا رُتبہ اور مقام بھی واضح ہو گیا کہ ان کے استفسار پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے جبریل کو ارسال کیا گیا۔[۸]

باری تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے اور علم غیب کے بارے میں تفسیر:

اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بارے میں سیدۃ عائشہ کا بیان ہے کہ جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ نے اللہ کا دیدار کیا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے متعلق بڑا جھوٹ کہا حالاں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے'' وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا'' (سورۃ الشوری ۴۲: ۵۱) یعنی کسی بشر کو یہ طاقت حاصل نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو جائے سوائے وحی کے،، اور جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ نے اللہ کا کوئی حکم چھپایا ہے تو اس نے اللہ پر بڑا جھوٹ باندھ لیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ''يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ'' (سورۃ النمل ۲۷: ۶۵) ''اے رسول جو کچھ آپ کی طرف نازل ہوتا ہے اس کو لوگوں تک پہنچا دے،، اور جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ کو آئیندہ آنے والے کل کا علم ہے تو اس نے اللہ کے بارے میں بڑا جھوٹ کہا کیوں کہ اللہ کاارشاد ہے" قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ" (سورۃ المائدۃ ۵: ۶۷) ''کہو! کہ آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ کے سِوا کوئی نہیں جانتااور ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ انہیں کب اُٹھایا جائے گا؟،،[۹]

سیدۃ عائشہ کی تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالی کا دیدار انسان کے لئے نا ممکن ہے البتہ انبیاء اللہ تعالی سے وحی کے ذریعے ہم کلام ہوتے ہیں، اور یہ کہ دینِ اسلام کے وہی طریقے معتبر ہیں جس کا ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے موجود ہے۔ یہاں سیدۃ عائشہ نے ان خیالات کو مسترد کر دیا جو علم غیب کے بارے میں اختلافات، خرافات اور توہمات کا شکار ہیں اور اس مسئلہ کی مکمل وضاحت کردی کہ غیب کا کلی اور ذاتی علم صرف اللہ تعالی کا خاصہ ہے۔ حضرت عائشہ نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ دین اسلام مکمل اور نا قابل تغیر ہے لہٰذا جو بھی اس میں اپنی طرف سے اضافہ یا ترمیم کرے گا وہ بدعت، ضلالت اور نا قابل قبول ہے۔ کیوں کہ دین کے تمام احکامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں تک پہنچا دئے ہیں اور اس سلسلے میں آپ نے قطعاً کوئی کوتاہی نہیں برتی۔

میدانِ حشر کے بارے میں استفسار:

سیدۃ عائشہ نے ایک دفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی: {يَوْمَ تُبَدَّلُ الأَرْضُ غَيْرَ الأَرْضِ وَالسَّمٰوَاتُ وبرزوا لله الواحد القهار} (سورۃ ابراھیم ۱۴: ۴۸) "جس دن زمین اور (تمام) آسمانوں کو تبدیل کر دیا جائے گا اور لوگ اللہ جو کہ (خدائی میں) اکیلا اور غالب ہے، کے سامنے پیش کر دئے جائیں گے،، حضرت عائشہ نے پوچھا کہ پھر لوگ کہاں ہوں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آیت کی استفسار میں آپ نے دوسروں پر سبقت حاصل کرلی ہے۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا کہ، يَا عَائِشَةُ، النَّاسُ يومئذٍ عَلَى الصِّرَاطِ، فَمِنْهُمْ من يمشي منكباً عَلَى وَجْهِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلَى صراط المستقيم، وَيُعْطَى كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُنَافِقٍ نُورًا، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَبْقَى فَيُضِيءُ لَهُ نُورُهُ حَتَّى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةُ، وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَيُغَطَّى نُورُهُ وَيُخْتَطَفُ." عائشہ لوگ اس دن صراط پر ہوں گے ان میں سے بعض لوگ منہ کے بل چلتے ہوں گے جب کہ بعض صراط مستقیم پر ہوں گے، اور ہر مومن اور منافق کو نور عطا کیا جائے گا، مومن کا نور باقی رہے گا اور اس کے لئے روشنی فراہم کرے گا یہاں تک کہ اس کے روشنی میں وہ جنت میں داخل ہو جائے گا جب کہ کافر اور منافق کی روشنی بجھ کر ختم ہو جائے گی۔ [۱۰]

اس واقعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سیدۃ عائشہ کی علمی معیار، ذہانت اور فطانت کی تعریف کی اور یہ کہ علم کے حصول میں سیدۃ عائشہ کو سبقت حاصل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ام المؤمنین سیدۃ عائشہ نہایت بارک بین اور دور اندیش تھیں قرآن کی آیات میں

غور فرماتی تھیں اور ان سے استنباط اور استدلال کیا کرتی تھیں جس کی ایک مثال میدانِ حشر کے بارے میں آپ کا یہ استفسار ہے۔

اخلاق نبی کی تفسیر:

ایک دفع کسی نے سیدۃ عائشہ سے { وإنک لعلی خلق عظیم } ، (سورۃ القلم ۶۸ : ۴) کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا؛ خلقه القرآن والعمل بما فیه. ''آپ کے اخلاق قرآن اور اس پر عمل کرنا ہے،،[۱۱]

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کی عملی شکل اپنے اخلاق کی صورت میں پیش کر دی ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت در حقیقت قرآن کی عملی تفسیر ہے اگر کسی نے قرآن پر عمل کرنا ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ آپ کی سیرت کا مطالعہ کرے اور اس کی روشنی میں قرآن پر عمل شروع کرے ۔قران کے مطابق زندگی گذارنا در حقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل کرنا ہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر قرآن پر عمل پیرا ہونا ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن کے بغیر کسی کا ایمان معتبر نہیں اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بغیر قرآن پر عمل کرنا صرف نامکمل ہی نہیں بلکہ اس عمل کا اعتبار ہی نہیں ہے۔

ختم نبوت کی تشریح میں آپ کا قول:

{وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ} (سورۃ الاحزاب ۳۳ : ۱۰)) اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ نے ختم نبوت کی تشریح میں فرمایا کہ یوں نہ کہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں بلکہ یو کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں . ''[۱۲] آپ نے ختم نبوت کے متعلق تمام شبہات کا ازالہ کر دیا، جیسا کہ ماضی میں بعض متنبیوں (جھوٹے مدعیان نبوت) نے ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اس تفسیر سے اس طرح کے تمام جھوٹے مدعیانِ نبوت کی ہمیشہ کے لئے تردید کر دی گئی۔

حالتِ حیض کے متعلق آپ کی رائے:

(وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ) کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی گئی ہے" أن ابن عمر رضي الله عنهما أرسل إلى عائشة رضي الله عنها يسألها: "هل يباشر الرجل امرأته وهي حائض؛ فقالت: لتشدد إزارها على أسفلها ثم يباشرها إن شاء؛[۱۳] " سیدنا ابن عمر نے سیدۃ عائشہ کے پاس پیغام بھیج کر استفسار کیا کہ کیا شوہر اپنی بیوی کے ساتھ حیض کی حالت میں مباشرت کر سکتا ہے تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ شوہر کو چاہئے کہ ازار باندھ لے تو پھر ایسا کرنا جائز ہے،، یعنی جماع کے علاوہ اس کے ساتھ لیٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے جلیل القدر صحابہ کرام بھی قرآن کی تفسیر

میں سیدۃ عائشہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔یہاں ام المؤمنین نے ان عقائد کو مسترد کر دیا ہے جن کے مطابق حیض کی حالت میں عورت کو چھوت سمجھا جاتا ہے۔احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض کی حالت میں بیوی کے ساتھ جماع کے علاوہ اختلاط جائز ہے۔اس میں نصاریٰ پر رد ہے جو کہ افراط کا شکار تھے اور یہود پر بھی رد ہے جو اس معاملہ میں تفریط کا شکار تھے۔اسلام کی تمام تعلیمات اعتدال پر مبنی ہیں۔ان میں نہ بے جا شدت ہے اور نہ بے دریغ آزادی بلکہ فطرت کے عین مطابق ہدایات ہیں۔

قرآن میں یمین لغو کے بارے میں سیدۃ عائشہ کا قول:

قرآن میں یمین لغو کا ذکر آیا ہے اس کی تشریح میں سیدۃ عائشہ نے فرمایا ہے۔"لغو الیمین قول الإنسان: لا واللہ، وبلی واللہ.

" لغو یمین یہ ہے کہ کوئی آدمی یوں کہے :واللہ نہیں ، ہاں نہیں،،۔ ([14]) قسم کی تین قسمیں ہیں ایک کا نام یمینِ غموس ہے یہ جھوٹی قسم کو کہا جاتا ہے جو کہ ایک عظیم گناہ ہے کیوں کہ ایک طرف یہ جھوٹ پر مشتمل ہے اور دوم اس میں نا جائز قسم ہے،اس لئے شرعا یہ بڑا جرم ہے۔دوم یمینِ منعقد ہے جس میں آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا ذکر ہو اس قسم (یمین) کے مطابق عمل لازم ہے اور قسم کو توڑنے کی صورت میں کفارہء یمین لازم ہے۔سوم یمینِ لغو ہے جس کا ذکر مذکورہ بالا روایت میں آیا ہے۔یہ وہ قسم ہے جس میں کوئی شخص بلاارادہ واللہ باللہ وغیرہ کہے۔ان الفاظ کے کہنے سے اس کا مقصد قسم نہیں ہے بلکہ ویسے ہی آدمی کی زبان سے یہ الفاظ نکل جاتے ہیں۔اس صورت میں آدمی پر گناہ ہے اور نہ کفارہ بلکہ یہ لغو یمین کہلاتا ہے۔

رضاعت کی آیت کی تفسیر میں سیدہ عائشہ کی رائے:

رضاعت کی آیت کی تفسیر میں سیدہ عائشہ کی رائے یہ ہے کہ ایک بڑا انسان بھی اگر کسی عورت کا دودھ پی لے تو اس سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوتی ہے۔اس مسئلہ میں آپ کی یہ رائے منفرد ہے جس کے ساتھ دوسری امہات المؤمنین نے اتفاق نہیں کیا۔ ([15]) عام صحابہ کرام اور سلف صالحین کے نزدیک دو سال کی عمر کے بعد کسی عورت کا دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔اس مسئلہ میں سیدہ عائشہ منفرد ہیں ان کے ساتھ دیگر صحابہ اور امہات المؤمنین کا اتفاق نہیں ہے۔سیدۃ عائشہ آیت کے ظاہری الفاظ سے استدلال کرتی ہیں لیکن دوسرے صحابہ دیگر روایات کی بنیاد اس رائے سے اختلاف کرتے ہیں۔جمہور صحابہ کرام کے نزدیک بچے کے لئے رضاعت کی مدت دو سال کی عمر ہے جس کے بعد رضاعت کا حرمت پر اثر نہیں ہوتا۔

ازواج مطہرات کے تخییر کے بارے میں سیدۃ عائشہ کا رویہ:

ازواج مطہرات کے تخییر کے بارے میں جب یہ آیت {إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ} (۳۳: ۲) نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر داخل ہوئے اور فرمایا «يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي فِيهِ حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ» قَالَتْ: قَدْ عَلِمَ وَاللَّهِ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ , قَالَتْ فَقَرَأَ عَلَيَّ: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا، فَقُلْتُ: أَفِي هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ "

" عائشہ میں آپ کے سامنے ایک مسئلہ پیش کرتا ہوں لیکن آپ نے جلدی نہیں بلکہ اپنے ماں باپ سے مشورہ کرنا، عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ کو معلوم تھا کہ میرے والدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میری جدائی پر راضی نہیں ہوں گے، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا} (سورۃ الاحزاب: ۳۳: ۲۸) عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا میں اس معاملہ میں بھی والدین سے مشورہ کروں گی؟ بے شک مجھے اللہ اور اس کا رسول اور آخرت مطلوب ہے۔ یہاں سیدۃ عائشہ کا رتبہ واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات میں سب سے پہلے ان سے مشورہ کیا اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ سیدہ عائشہ نے کس خوبصورت انداز میں جواب ارشاد فرمایا۔[۱۶]

حرام سے بچنے کے بارے میں سیدۃ عائشہ کا قول:

حرام سے بچنے کے بارے میں سیدۃ عائشہ نے درج ذیل آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا؛الا مَنْ تابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صالِحاً فَأُوْلَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئاتِهِمْ حَسَناتٍ وَكانَ اللَّهُ غَفُوراً رَحِيماً (سورۃ الفرقان۲۵: ۷۰): لا تصح التوبة لأحدكم حتى يدع الكثير من المباح، مخافة أن يخرجه إلى غيره، كما قالت عائشة رضي الله عنها: اجعلوا بينكم وبين الحرام ستراً من الحلال، كان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يدعنا بعد الطهر ثلاثاً حتى تذهب فورة الدم.

"مگر جس نے توبہ اور ایمان لا یا اور عمل صالح کیا پس ان لوگوں کے برائیوں کو اللہ نیکیوں میں تبدیل کر دے گا اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے،، تشریح میں ذکر کیا گیا کہ "تم میں سے کسی کا توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہو تا جب تک کہ بہت سی مباحات سے اجتناب نہ کیا جائے، اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں حرام میں مبتلا نہ ہو جائے، جیسا کہ سیدۃ عائشہ کا قول ہے کہ حرام اور حلال کے درمیان حلال کا پردہ

قائم کرو کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طہر شروع ہونے کے بعد بھی تین دن تک ہمارے قریب نہیں آیا کرتے تھے یہاں تک کہ خون کا جوش مکمل ختم ہو جائے،،
یعنی حرام کے معاملہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے جس کی مثال میں سیدہ عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو پیش کیا۔(۱۷)

صفااور مروۃ کے طواف کے بارے میں سیدۃ عائشہ کا قول:

عروة بن الزبير قال، سألت عائشة فقلت لها: أرأيتِ قول الله:"إنّ الصفا والمروة من شعائر الله فمن حَجّ البيتَ أو اعتمر فَلا جُناح عليه أن يطَّوَّف بهما"؟ وقلت لعائشة: وَالله ما على أحدٍ جناح أن لا يطوف بالصفا والمروة؟ فقالت عائشة: بئس ما قلت يا ابن أختي، إنّ هذه الآية لو كانت كما أوَّلتها كانت: لا جُناح عليه أن لا يطوَّف بهما، ولكنها إنما أنزلت في الأنصار: كانوا قبل أن يُسلموا يُهلُّون لمِناةَ، ، وكان من أهلَّ لها يتحرَّج أن يَطُوف بين الصفا والمروة، فلما سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك – فقالوا: يا رسول الله إذا كنا نتحرج أن نَطُوف بين الصفا والمروة – أنزل الله تعالى ذكره:"إنّ الصفا والمروَة من شعائر الله فمن حَجّ البيتَ أو اعتمرَ فلا جُناح عليه أن يطَّوَّف بهما". قالت عائشة: ثم قد سَن رَسول الله صلى الله عليه وسلم الطواف بينهما، فليس لأحد أن يَترك الطواف بَينهما.(۱۸)

عروۃ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیدۃ عائشہ سے پوچھا کہ اس آیت:"إنّ الصفا والمروة من شعائر الله فمن حَجّ البيتَ أو اعتمر فَلا جُناح عليه أن يطَّوَّف بهما"کا کیا مطلب ہے؟ میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی صفاومروۃ کا طواف نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ سیدۃ عائشہ نے کہا کہ اے بھانجے تو نے بہت غلط تفسیر بیان کی، اگر آیت کا یہی مطلب ہوتا جو کہ تم نے بیان کیا ہے تو پھر یوں کہنا چاہئے تھا ''لا جناح علیہ الا یطوف بھما،، حقیقت میں یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ اسلام سے قبل وہ صفااور مروۃ کے درمیان رکھے گئے مناۃ بت کی پوجا کرتے تھے تو اسلام قبول کرنے کے بعد ان کو صفاومروہ کے درمیان طواف کے بارے حرج محسوس ہوا تو انھوں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد ان دونوں کا طواف سنتِ رسول قرار پایا لہٰذا کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ صفااور مروہ کے طواف کو ترک کردے،،

باطنی گناہوں کے بارے میں سیدۃ عائشہ کی تفسیر:

وإن تبدوا ما في أنفسكم أو تخفوه يحاسبكم به الله"،(سورۃالبقرۃ۲: ۲۸۴) قال: كانت عائشة تقول: كل عبد يهمّ بمعصية، أو يحدّث بها نفسه، حاسبه الله بها في الدنيا، يخافُ ويحزن ويهتم. ارشاد فرمایا ہے؛''جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے اس کو ظاہر کرو یا مخفی رکھو، اللہ تم سے اس کا محاسبہ کرے گا،، سیدۃ عائشہ نے کہا ہے ہر وہ بندہ جس نے گناہ کا عزم کیا اور دل میں گناہ کی بات کی اللہ دنیا ہی میں اس کا اس پر محاسبہ کرے گا، کہ وہ خوف، غم اور اندیشے کا شکار ہوگا،،۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ دل میں اگر کوئی گناہ کا عزم کرلے لیکن اس نے گناہ کا ارتکاب نہیں کیا تو اس وجہ سے دنیا ہی میں اس کی گرفت ہو گی اور آخرت میں اس پر گرفت نہیں ہوگی کیوں کہ اس نے عملاً گناہ نہیں کیا۔[18]

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقع پر اللہ کا دیدار کیا تھا؟ اس بارے میں سیدۃ عائشہ نے فرمایا ہے''

جس نے یہ کہا کہ کسی اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ پر بڑا جھوٹ بولا کیوں کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے '' لاتدرکہ الأبصار وہو یدرک الأبصار"۔'' وہ کسی کی نظر میں نہیں آسکتا اور وہ (اللہ) نظروں کا ادراک رکھتا ہے،،۔[19] واقعہء معراج کے متعلق بہت سی روایات ہیں۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بارے میں صحابہ کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ سیدۃ عائشہ مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شب اللہ کا دیدار نہیں کیا تھا بلکہ جہاں رؤیت کا ذکر ہے اس سے جبریل کا دیدار مراد ہے۔

جہری ذکر و دعا کے بارے میں آپ کا قول:

سورۃ بنی اسرائیل کی اس آیت (وَلا تَجْهَرْ بِصَلاتِكَ وَلا تُخَافِتْ بِهَا) (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۱۱۰) کی تفسیر میں سیدۃ عائشہ کی رائے دوسرے صحابہ کرام سے مختلف ہے۔

عن عائشة، قالت: نزلت في الدعاء.وقال آخرون: بل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي بمكة جِهارا، فأمر بإخفائها''[20] سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن دیگر لوگ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں جہرا نماز پڑھتے تھے تو اللہ تعالی نے اخفا کا حکم دیا،، سیدۃ عائشہ کی تشریح کے مطابق مذکورہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ذکراللہ کے موقع پر اعتدال سے کام لینا چاہئے۔بہت اونچی آواز میں ذکر سے اجتناب کیا جائے۔اس کی تائید میں دیگر روایات بھی ہیں۔

حج کے قربانی کے جانور کے بارے میں آپ کی رائے:

عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُمَا «كَانَا لَا يَرَيَانِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ إِلَّا مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ» سیدۃ عائشہ اور سیدنا ابن عمر کے نزدیک حج میں ھدی کے لئے صرف اونٹ اور گائے قابلِ قبول ہیں۔ لیکن دیگر صحابہ اس رائے سے اختلاف کرتے ہیں۔[21] دیگر صحابہ ہدایا (دم تمتع اور دم قِران) میں اونٹ اور گائے کے علاوہ بھیڑ اور بکری کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔ جب کہ فقہآء کا تقریباً اس پر اجماع ہے کہ حج کے موقع پر ہدی میں بھیڑ اور بکری ذبح کرنا جائز ہے۔

خلاصہ: اسلام میں انسان کو رتبہ اور مقام صلاحیت اور عملِ صالح کی بیناد پر حاصل ہے، حسب اور نسب اور یا جنس کی بنیاد پر نہیں۔ چنانچہ ابو لہب اگر کہ نسبی لحاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا لیکن تعلق میں آپ سے بعید ترین شخص تھا جب کہ بلال حبشی پردیسی اور رنگ کے لحاظ سے کالے تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔اسی طرح سیدۃ عائشہ ایک عورت تھی لیکن بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے قرآن کی تفسیر پوچھنے کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ازواج مطہرات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے زیادہ تعلق تھا،اس گہرے تعلق کی وجہ علم و عمل تھا۔ سیدہ عائشہ کے مقام کو بیان کرنے کے لئے ایک مقالہ کافی نہیں ہے لیکن نمونہ کے طور پر قرآن کے متعدد مقامات سے چند نکات کو قارئین کے سامنے پیش کیا گیا تاکہ قرآنن کے متعلّمین کو معلوم ہو جائے کہ سیدہ عائشہ کو صرف احادیث میں مہارت حاصل نہیں بلکہ اللہ تعالی نے آپ کو قرآن فہمی سے بھی نوازا تھا۔

حواشی وحوالہ جات:

---

1 -دائرۃ معارف اسلامی ج ۱۲ ص ۷۰۸، دانش گاہ پنجاب لاہور طبع اول ۱۹۷۳ء

2 -احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ء: مسند احمد، محقق: عادل مرشد، موسسۃ الرسالۃ، طبعۃ اولی ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱ء

3 - مجاھد بن جبیر التابعی المتوفی ۱۰۴ھ، تفسیر مجاھد ج ا ص ۴۸۶، محقق: محمد عبد السلام، دار الفکر بیروت، ۱۴۱۰ھ -

4 - تفسیر مجاھد ص ۴۹۱

5 -برہان الدین المرغینانی: ھدایۃ، کتاب الکراہیۃ ج ۴ ص ۴۴۲، طبعہ لاہور بدون تاریخ

6 - مفتی محمد شفیع: معارف القرآن ج ۶ ص ۳۶۵، دار العلوم کراچی ۱۹۸۳ء

7 - تفسیر مجاھد ص ۵۶۷

8 -مقاتل بن سلیمان المتوفی ۱۵۰ھ، تفسیر مقاتل ج ۴ ص ۳۸۰، محقق: عبد اللہ بن محمود، بیروت طبعہ اولی ۱۴۳۰ھ

[9]- مقاتل بن سلیمان: مصدر نفسہ ج ۱ ص ۷۸
[10]- مقاتل بن سلیمان: مصدر نفسہ ج ۲ ص ۳۲
[11]- مقاتل بن سلیمان مصدر نفسہ ج ۲ ص ۱۵٦
[12]- مقاتل بن سلیمان: مصدر نفسہ ج ۲ ص ۳۲۷
[13]- محمد بن ادریس الشافعی المتوفی ۲۰۴ھ: تفسیر الامام الشافعی ج ۱ ص ۷ ۳۳، دار التدمیریہ السعودیہ، ۲۰۰٦ء
[14]- تفسیر الامام الشافعی ج ۲ ص ٦۸۷
[15]- مصدر نفسہ ج ۱ ص ۳۸۴
[16]- مصدر نفسہ ج ۳ ص ۳٦
[17]- محمد سعد بن عبد اللہ التستری المتوفی ۲۸۳ھ: تفسیر التستری، ج ۱ ص ۱۱۴، بیروت، طبعہ اولی ۱۴۲۳ھ
[18]- تفسیر الطبری، ج ٦، ص ۱۱۷
[19]- مصدر نفسہ، ج ۱۲، ص ۱۷
[20]- تفسیر الطبری، ج ۲۰، ص ۱٦۰
[21]- عبد الرحمٰن بن محمد بن إدریس بن المنذر المتوفی ۳۲۷ھ: تفسیر لابن ابی حاتم ج ۱ ص ۳۳٦، مکتبہ نزار۔ السعودیہ